مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل۔۔اتحاد بین المسلمین

جناب شکیل حسن شمسی صاحب ''راشٹریہ سہارا'' دہلی

اختلاف انسان کی فطرت میں شامل ہے اور اختلاف کرنے کی اس روش نے ہمیشہ ترقی کے دروازے کھولے ہیں۔ دو انسانوں کے درمیان کسی بات پر اختلاف ہونے سے ہی ہمیشہ تحقیق کے نئے دروازے کھلتے ہیں۔ سماجیات کے ایکسپرٹس ہوں یا علوم دین کے ماہرین، سائنس داں حضرات ہوں یا طب وجراحت کے میدان میں اپنا سکہ جمانے والے ڈاکٹر، بلند پایہ حاذق ہوں یا بڑے بڑے نباض طبیب سب ایک دوسرے سے اختلاف کرنے کا حق رکھتے ہیں اور اپنی اپنی عقل کے مطابق انسانوں کی فلاح وبہبود میں حصہ لیتے ہیں، لیکن جب جب اختلافات نفاق میں بدلتے ہیں تو انسانوں کا جینا دشوار ہوجاتا ہے اور ترقی کے بجائے تنزلی کا دور شروع ہوجاتا ہے۔ دین اسلام نے چوں کہ انسانوں کو مذہب کے معاملے میں عقل کا استعمال کرنے کی اجازت دی تھی، اس لئے علماء نے اپنی عقل کا استعمال کیا اور قرآن پاک اور احادیث پیغمبرؐ کی تفسیر کرتے وقت اپنے علم، اپنی فہم، اپنی زباں دانی، اپنے شعور، اپنی عقل اور اپنے ادراک کا سہارا لیا، اسی لئے مسلمانوں کے فرقے بنتے چلے گئے۔ صرف مسلمانوں کے بارے میں کیوں کہا جائے؟ دنیا کا کون سا ایسا مذہب ہے، جس میں اختلاف نہ ہوا ہو اور فرقے نہ بنے ہوں؟ فرق صرف اتنا تھا کہ ان فرقوں کے اختلافات کو ہوا دینے والے نہیں تھے، کیوں کہ ان سے خطرہ کم تھا، لیکن چوں کہ اسلام کا پیغام آسانی سے دل میں اتر جاتا ہے، اس لئے اس کے پیغام کو آگے بڑھنے سے روکنے کی سازشیں آنحضورؐ کی ظاہری حیات تمام ہوجانے کے کچھ ہی برسوں بعد شروع ہوگئی تھی اور ہنوز جاری ہیں، لیکن خوشی کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو متحد رکھنے والی طاقتیں بھی ہر دور میں سرگرم رہی ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ وہ آج بھی اس سلسلے میں ہر ممکن اقدامات کرنے میں مصروف ہیں۔ جب جب مسلمانوں میں اختلافات کے بیج بونے کی کوشش ہوتی ہے، اللہ ان فصلوں کو جلا کر خاک کردینے والے ایک گروہ کا انتظام بھی کردیتا ہے۔

اتحاد ملت کی بات کرنے والے تمام مسلمانوں کے لئے یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ دنیا کی اہم ترین اسلامی یونیورسٹی 'جامعۃ الازہر' کے نئے سربراہ شیخ احمد الطیب نے 'جامعۃ الازہر' (یونیورسٹی) کے سربراہ کا عہدہ سنبھالتے ہی اپنی پہلی تقریر میں اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ شیعہ اور سنی علماء کو قریب لانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، یعنی اب 'جامعۃ الازہر' کے بینر کے نیچے اتحاد اسلامی کی تحریک چلے گی، جو وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ آج جب مسلمانوں کو مسلک اور فرقہ کے نام پر لڑوانے کے لئے عالمی پیمانے کی سازشیں ہورہی ہیں، ایسے عالم میں شیخ احمد الطیب کا یہ بیان ایک خوشگوار جھونکے کی طرح اسلامی ممالک کی سرحدوں میں داخل ہوا ہے۔ امید ہے شیخ احمد الطیب کی یہ پہل مسلمانوں میں اختلافات کے بیج ڈالنے والوں کے ناپاک عزائم کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔

اس کے علاوہ ایک خوش آئند خبر لیبیا کے شہر سرتے سے بھی آئی ہے، جہاں عرب لیگ کے سالانہ اجلاس میں اس کے سکریٹری جنرل عمرو موسیٰ نے یہ بات کہہ کر امریکہ اور اسرائیل کے سیاسی گلیاروں میں کھلبلی مچادی کہ اسرائیل کی حرکتوں کے

پیش نظر عربوں کی ایران سے بات چیت ضروری ہے۔ایک اہم بات یہ رہی کہ اس اجلاس میں ترکی جیسے مسلم ملک کے وزیر اعظم طیب اردگان نے بھی کرنل قذافی کے خصوصی مہمان کی حیثیت سے شرکت کی (خیال رہے کہ ترکی نے کمال اتاترک کے دور اقتدار میں خود کو اسلامی ممالک کی برادری سے بالکل الگ تھلگ کرلیا تھا اور مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کرلی گئی تھی۔حجاب پر پابندی عائد کردی گئی تھی اور ترکی زبان کا رسم الخط بدل کر رومن کردیا گیا تھا۔) اردگان کے عرب لیگ کے اجلاس میں موجودگی مستقبل میں مسلم ممالک کے اتحاد کے لئے بہت اہم کڑی ثابت ہوگی۔عرب لیگ کے اجلاس میں فلسطینی انتظامیہ کے صدر محمود عباس نے بھی اسرائیل کے خلاف سخت لہجہ استعمال کیا کیوں کہ ماضی میں انھوں نے فلسطینیوں کی ناراضگی کے باوجود اسرائیل کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اسرائیل نے ان کے ہاتھوں سے گلاب کا پھول لے کر ان کے تمام جسم میں کانٹے پیوست کردیئے۔اسرائیل سے وفا کی امید میں محمود عباس خود اپنی قوم سے بے وفائی پر مجبور ہوئے، لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ وہ بھی دھوکہ کھانے کے بعد ہوش میں آتے جارہے ہیں۔خدا کرے اسرائیل کا اندر ہی اندر ساتھ دینے والے دوسرے مسلمان بھی اس حقیقت کو سمجھ جائیں کہ صہیونیوں کا صرف اتنا ہی ارادہ نہیں ہے کہ وہ موجودہ سرحدوں میں رہیں، بلکہ انھوں نے اپنی موجودہ سرحدوں سے لے کر دریائے نیل تک پھیلے ہوئے گریٹر اسرائیل کا خواب دیکھا ہے اور اس خواب کو پورا کرنے کے لئے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا ضروری ہے، کیونکہ جب مسلمان متحد نہیں ہوں گے تو پھر ان کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا بھی نہیں ہوگا۔اسی لئے اگر اسرائیل سے کئی ہزار میل دور واقع ہندوستان کی سرحدوں میں بھی کوئی قرارداد اسرائیل کے خلاف پاس ہوتی ہے تو اسرائیل کے ایجنٹ پریشان ہوجاتے ہیں اور اس کے سدباب کے لئے مسلمانوں کے درمیان کوئی فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اسرائیل کے خلاف تجویز کیا پاس کردی کہ ایک چھوٹا سا گروہ چراغ پا ہوگیا۔اسی کے ساتھ ندوۃ العلماء کو بھی نشانہ بنایا جانے لگا، جہاں مسلم پرسنل لاء بورڈ کا اجلاس ہوا تھا، جن صحافیوں نے مسلم پرسنل لاء بورڈ کا ساتھ دیا، ان کی کردارکشی کی مہم چلانے کی ناکام کوشش بھی کی گئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ لکھنؤ کا اجلاس ہر معنی میں بہت کامیاب رہا۔صرف اجلاس ہی نہیں عیش باغ کی عیدگاہ میں جو شاندار اختتامی تقریب ہوئی، اس میں مسلمانوں کا زبردست ہجوم اور شیعہ وسنی علماء کی ایک ہی اسٹیج پر موجودگی اس بات کی غماز تھی کہ مسلمان اپنے مسلکی اختلافات کو نفاق میں بدلنے والوں کی ہر ناپاک کوشش کو ناکام کریں گے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لکھنؤ کے ایک رضاکار تنظیم کی جانب سے ملک کے الگ الگ شہروں میں اتحاد ملت کنونشن بھی کئے جارہے ہیں۔ممبئی میں اور لکھنؤ کے کنونشن کی کامیابی کے بعد اگلے اجلاس کی تیاریوں کے سلسلے میں ۱۱؍مارچ کو ندوۃ العلماء میں ایک میٹنگ بھی ہوئی تھی۔ اتحاد ملت کے دشمنوں کو شاید یہ بات بھی ناگوار گذری اور انھوں نے ندوۃ العلماء کو نشانہ بنایا۔ یہاں پر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں اپنے اسی کالم میں کئی بار یہ لکھ چکا ہوں کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو ایک دوسرے کے خلاف کتابیں تحریر کرنے اور دل آزار واشتعال انگیز تقریریں کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔اگر کوئی گروہ اس مہم کو آگے بڑھاتا ہے تو اس کا خیر مقدم کیا جانا چاہئے، لیکن اس گروہ کو یہ کام پہلے اپنے فرقہ کے اندر شروع کرنا پڑے گا۔اپنے فرقہ کے مدرسوں میں پڑھائی جانے والی ایسی کتابوں کو کورس سے ہٹانا پڑے گا، جو آپس میں اضطراب پیدا کرتی ہوں۔ اسی طرح ان مفسد ذاکروں اور خطیبوں کے خلاف بھی مہم چلانی ہوگی، جو مسلمانوں کے درمیان نفرتوں کا زہر گھولنے کے لئے منبر رسولؐ کا بیجا استعمال کرتے ہیں۔ زمانے کی اصلاح سے پہلے اپنے گھر کو سدھارنا ضروری ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بھی اسی لکھنؤ میں پلا بڑھا ہوں، جہاں ۱۱۵/سال سے شیعہ سنی فرقہ کے لوگ لڑتے آئے تھے اور وہاں کا زہریلا ماحول ایسا تھا کہ شیعہ اور سنی محلے الگ الگ آباد ہوگئے۔ حالات ایسے تھے کہ سنی اکثریت والے محلوں سے شیعہ گزرتے ہوئے ڈرتے تھے اور شیعوں کے محلوں میں سنیوں کا جانا مشکل تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ لکھنؤ میں پہلے جیسے حالات نہیں۔ وہاں کے شیعوں اور سنیوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم اختلافات کے باوجود ایک ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔ ہر چند نفاق ڈالنے والی طاقتیں اب بھی سرگرم ہیں۔ ان طاقتوں کی نشاندہی کرنے کے لئے میں نے ۱۹۹۷ء میں ''شیعہ سنی قضیہ، کتنا مذہبی کتنا سیاسی'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی اور اس کتاب کی اتنی پذیرائی ہوئی کہ اس کے چار ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئے۔ میں نے اس کتاب میں بتایا تھا کہ آزادی سے قبل کس طرح انگریزوں نے شیعہ سنی تفرقہ کو ہوا دیا اور آزادی کے بعد جن سنگھ کا کیا رول رہا۔۔۔لکھنؤ جیسے چھوٹے شہر میں اسرائیل کی کیا دلچسپی ہوسکتی ہے، اس کا تفصیلی تذکرہ میں اس صہیونیت شکن سفرنامہ میں کرچکا ہوں، جو میں نے فلسطین کے دورے سے واپسی پر لکھا تھا اور جس کو ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' کے لاکھوں قارئین نے دلچسپی کے ساتھ پڑھا تھا۔[1] مجھے فخر ہے کہ میں ایک ایسے اخبار سے وابستہ ہوں، جو علاقائی یا مقامی حدوں میں قید نہیں، بلکہ اس کا دائرہ شمالی ہندوستان کے کوہستانی علاقوں سے لے کر جنوبی ہندوستان کے ساحلوں تک اور خلیج بنگال سے لے کر بحر عرب کے کناروں تک پھیلا ہوا ہے، ویب ایڈیشن کی معرفت ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' کی رسائی دنیا کے ہر کونے تک ہوگئی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۳۱/مارچ ۲۰۱۰ء)

۞۞۞

---

(۱) یہ سفرنامہ ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں نور ہدایت فاؤنڈیشن امامباڑہ غفران مآب، لکھنؤ سے کتابی صورت میں شائع ہوچکا ہے۔ شائقین حضرات ادارہ سے رابطہ قائم کریں۔

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔اسلام میں پردے کا تصور

بابری مسجد شہید ہوگئی، کسی کانگریسی مسلمان کے منھ سے اف بھی نہ نکل سکی۔ دستور ہند کی دفعہ ۳۴۱ میں پاس ہوا کہ اگر دلت مسلمان ہوجائے گا تو اس کی ساری سہولتیں ختم ہوجائیں گی، پھر مزید اضافہ ہوا کہ بودھ، جین یا سکھ ہوجائے گا تب سہولتیں باقی رہیں گی۔ اتنی بڑی ناانصافی ہوئی، مگر کسی بھی پارٹی کا کوئی مسلمان سانس بھی نہ لے سکا۔

خواتین کا حلقہ انتخاب لاٹری سے طے ہوگا اور ہر بار الیکشن میں حلقہ انتخاب تبدیل ہوجائے گا۔ اس کا مطلب ہے جو اس دفعہ جس حلقہ سے لڑ رہا ہے اگلی مرتبہ کسی دوسرے حلقہ سے الیکشن لڑے گا۔ اس طرح اسے جب دوبارہ ووٹ مانگنا نہیں ہے تو اب کون اپنے حلقے کے لئے کام کرائے گا؟ اس طرح سے ووٹروں کی اہمیت ختم ہوجائے گی۔ ان تمام زمینی حقیقتوں کے بعد بھی ہم یہی کہیں گے کہ اگر خواتین کو ریزرویشن مل رہا ہے تو مسلم خواتین کا کوٹا مقرر ہو، کیونکہ کچھ بھی نہ ملنے سے کچھ مل جانا بہتر ہے۔ میں پھر دہراؤں گا کہ مسلم خواتین جائیں، مگر اسلامی قوانین کی پابندی کا لحاظ کرتے ہوئے اور اپنی مذہبی اور فطری ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ ساتھ۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۲۶/مارچ ۲۰۱۰ء)

۞۞۞

سید العلماء سید علی نقی نقویؒ کے متعلق معلومات

سید العلماء کی حیات و آثار کے متعلق تحقیقی و تدوینی کام مؤسسۂ نور ہدایت، امام باڑہ غفران مآبؒ میں ہورہا ہے۔ لہٰذا موصوف کے حلقۂ قربت و عقیدت سے درخواست ہے کہ اس تعلق سے جو بھی مناسب مواد مثلاً یادداشتیں، گفتگو، مجلسی نکات نیز خطوط و مضامین، ویڈیو یا آڈیو کیسیٹ اور سی۔ڈی۔ وغیرہ ہوں عنایت فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ یہ سب استفادہ کے بعد انشاء اللہ بصد شکریہ واپس کردیئے جائیں گے۔